اسلامی تناظر میں مالیاتی پالیسی

ڈاکٹر اوصاف احمد

سہ ماہی تحقیقات اسلامی، جلد ۲۷ شمارہ جولائی - ستمبر ۲۰۰۸ء میں اس ناچیز کا ایک مضمون 'اسلامی تناظر میں مالیاتی پالیسی' کے عنوان سے شائع ہوا تھا۔ اس مقالہ پر جناب سید حامد عبدالرحمٰن الکاف کا استدراک تحقیقات اسلامی، جلد ۲۸، شمارہ ۱، جنوری - مارچ ۲۰۰۹ء میں شائع ہوا ہے۔

سب سے پہلے تو میں جناب سید حامد عبدالرحمٰن الکاف صاحب کا شکر گذار ہوں کہ انھوں نے ناچیز کی کج مج تحریر کو نقد و استدراک کے قابل سمجھا اور اس کے محاکمہ میں اپنا قیمتی وقت صرف کیا۔ بعدہٗ بعض تشریح طلب امور کے سلسلے میں کچھ معروضات پیش ہیں۔ اگر قارئینِ تحقیقات اسلامی اور متعلقہ علمائے کرام ان نکات کو بھی پیش نظر رکھیں تو شاید مناسب ہو۔

(۱) الکاف صاحب صحیح فرماتے ہیں کہ زیر نظر مقالہ Monetary Policy کے بارے میں ہے۔ انھوں نے اس کے اردو ترجمہ کی صحت کے بارے میں سوال اٹھائے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ اردو میں Monetary Policy کے لیے کوئی مناسب لفظ رائج نہیں ہے۔ انگریزی میں Monetary Policy اور Fiscal Policy کے الفاظ دو مختلف پالیسیوں کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔ Monetary Policy اُن اعمال کے لیے استعمال ہوتا ہے جن کا تعلق زر اور اُس کے متعلقات سے ہوتا ہے۔ عموماً ملک کا مرکزی بینک (Central Bank) اس پالیسی کے نفاذ کے لیے ذمہ دار ہوتا ہے۔ Fiscal Policy کا تعلق ملک کی آمدنی اور خرچ سے ہوتا ہے۔ بجٹ کا مرتب کیا جانا اور اُس کا نفاذ بھی اسی کا جز ہے۔ عموماً اس کے نفاذ کی ذمہ داری ملک کی وزارت مالیات کے

سپرد ہوتی ہے۔

یہ درست ہے کہ عربی میں Monetary Policy کے لیے السیاسۃ النقدیۃ کے الفاظ رائج ہیں۔ موصوف صحیح فرماتے ہیں کہ ''اس کے لیے اردو میں نقدی سیاست/ سیاست نقدیہ/ پالیسی نقود/ نقدی حکمت عملی وغیرہ کوئی ایسی اصطلاح استعمال ہونی چاہیے جس میں نقد اور اس کے مشتقات میں سے کسی مشتق کا موجود ہونا ضروری ہے'' (ص:۹۷) تاہم اس ضمن میں بعض دشواریاں ایسی ہیں جن کا احساس موصوف کو بھی ہوگا۔ اوّل تو یہ کہ اردو میں سیاست کا مفہوم دوسرا ہے۔ اس کے استعمال سے بعض ایسی غلط فہمیاں ہوسکتی ہیں جن کا دُور کرنا مشکل ہوسکتا ہے۔ نقد کا لفظ اردو میں موجود تو ہے، لیکن یہ Cash کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ Monetary کے لیے لفظ 'زر' رائج ہے اور بعض مقالات میں خود ہم نے بھی اس لفظ کو انہی معنوں میں استعمال کیا ہے۔ زر کے ساتھ مشکل یہ ہے کہ اس کے مشتقات آسانی سے نہیں بنتے جو زبان کے کینڈے میں سما سکیں۔ اس کے برعکس مالی پالیسی یا مالیاتی پالیسی بہت ٹھیک (Accurate) نہ سہی، ڈھیلے ڈھالے انداز میں تو مفہوم کو ادا کرہی دیتے ہیں۔ پھر یہ اردو میں رائج بھی ہیں۔

(۲) میرے مقالہ پر ان کا دوسرا اعتراض یہ ہے ''ڈاکٹر صاحب نے اسلامی بینکنگ سسٹم کے مکمل خاکے کے بجائے صرف مرکزی بینک کے فرائض اور رول کے ذکر پر اکتفا کیا ہے'' (ص:۹۷)۔ اس ضمن میں عرض یہ ہے کہ یہ اعتراض تو صرف اس مقالے کے بارے ہی میں نہیں، اسلامی معاشیات کے پورے لٹریچر پر وارد ہوتا ہے، اسلامی معاشیات کی بنیاد ہی اس مفروضہ پر رکھی گئی ہے کہ اگر سود کسی سرکاری حکم کے ذریعہ ختم کردیا جائے تو غیر سودی معیشت کس طرح کام کرے گی۔ زیر نظر مقالہ بھی اسی قبیل کے لٹریچر سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کی افادیت محدود سہی، لیکن اس کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ اس کے برعکس دوسرا موضوع یہ ہے کہ موجودہ اور مروجہ نظام بینک کاری و مالیات سے سود کا عنصر کیسے ختم کیا جائے؟ یہ بھی ایک اہم موضوع ہے اور غالباً زیادہ افادیت کا حامل۔ تاہم یہ زیرنظر مقالے کا موضوع نہیں ہے۔

(۳) الکاف صاحب اپنے استدراک میں رقم طراز ہیں:

''یہاں ایک ضروری بات یہ عرض کرنی ہے کہ سودی نظام پرمبنی ذرائع/آلات کو ان کی سودی بنیادوں کی وجہ سے نظر انداز کرنا یا ان کی خطرناکیوں کے برابر اہمیت دے کر ان سے شکلاً (Form) اور مضموناً (Content) دامن کشی اختیار کرنا بلکہ احتراز برتنا از حد ضروری ہے...الخ (ص:۱۰۴)''

اس ضمن میں عرض یہ ہے کہ 'سودی نظام پرمبنی ذرائع' اور 'سودی نظام میں مستعملہ ذرائع' میں فرق کرنا ہوگا۔ سودی نظام پرمبنی ذرائع کے استعمال کی تو گنجائش اسلامی نظام میں نکلتی ہی نہیں، احتراز یا نظرانداز کرنے کا کیا سوال؟ اگر کسی طریقے میں سود ملوث ہے تو وہ ممنوع قرار دیا جائے گا۔ تاہم مروجہ مرکزی بینک کاری میں بعض غیرسودی طریقے بھی ممکن ہیں۔ زیرنظر مقالہ انہی ذرائع کے بارے میں تھا۔ یہ تو ممکن ہے کہ مذکورہ مضمون کے مولف سے غلطی ہوئی ہو اور کسی خاص طریقے میں سود موجود ہو، جب کہ مولف نے اُسے غیرسودی مانا ہو۔ اس صورت میں دلیل سے یہ ثابت کیا جانا چاہیے۔ تاہم تمام غیرسودی طریقوں کو محض اس لیے ٹاٹ باہر کردینا مناسب نہ ہوگا کہ وہ سودی معیشت میں استعمال ہوتے رہے ہیں۔ انگریزی کہاوت کے مطابق یہ نہانے کے پانی کے ساتھ بچے کو بھی بہانے (Throwing the baby away with the bath water) کے مرادف ہوگا۔ پہیہ دوبارہ ایجاد کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ (Why re-invent the wheel?)۔

(۴) قانونی حفاظتی تناسب (Legal Reserve Ratio) کے بارے میں موصوف لکھتے ہیں:

''اس میں ڈاکٹر صاحب کو غلط فہمی ہوگئی ہے کہ مطلوبہ حفاظتی تناسب میں شرح سود کی آمیزش کسی طرح بھی نہیں ہوتی'' (تحقیقات اسلامی، ص۴۰) ''ڈاکٹر صاحب کے علم میں نہیں ہے کہ اس رقم پر مرکزی بینک سود ادا کرتی ہے...'' الخ (ص:۱۰۷)۔

اس سلسلہ میں عرض ہے کہ:

حفاظتی رقم (Reserve) کو محفوظ رکھنے کی دو ممکنہ صورتیں ہیں:

۱- یہ رقم خود تجارتی بینک میں محفوظ رکھی جائے اور مرکزی بینک صرف حفاظتی تناسب کو کنٹرول کرتا رہے۔

۲- رقم مرکزی بینک کے کھاتہ میں جمع کروادی جائے۔

پہلی شکل میں سود شامل نہیں ہے جب کہ دوسری شکل میں سود شامل ہوگا کیونکہ مرکزی بینک میں رکھا ہوا جمع (Deposit) قرض متصور ہوگا، گویا کہ تجارتی بینک نے مرکزی بینک کو قرض دیا ہے۔ اس لیے مرکزی بینک تجارتی بینک کو سود ادا کرسکتا ہے۔

اس مضمون میں جو صورت ذہن میں تھی وہ پہلی شکل تھی۔ اللہ تعالیٰ الکاف صاحب کو جزائے خیر دے کہ ان کے استدراک سے یہ بات واضح ہوگئی۔

کم زور اور مظلوم اسلام کے سایے میں

مولانا سید جلال الدین عمری

موجودہ دور میں انسانی حقوق کا بہت چرچا ہے اور آزادی، عدل وانصاف اور مساوات کے نعرے بلند کیے جارہے ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ آج بھی طاقت کی حکم رانی ہے اور کم زور، افراد ہوں یا طبقات یا ممالک، طاقت ور کے پنجوں میں بری طرح جکڑے ہوئے ہیں۔

اس کتاب میں انسانی حقوق کے سلسلے میں اسلام کے امتیازات کو واضح کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ اسلامی شریعت میں کم زور کی، کن کن پہلوؤں سے رعایت کی گئی ہے؟ اور اس کے مسائل کس طرح حل کیے گئے ہیں؟ ظلم سے اس کی حفاظت کے لیے کیا کیا اقدامات کیے گئے ہیں؟ اور مظلوم کے کیا کیا حقوق بیان کیے گئے ہیں؟ آخر میں یہ اہم بحث بھی ہے کہ اسلام نے مظلوم کے لیے انتقام کا حق تسلیم کیا ہے، لیکن اسے شرعی حدود کا پابند بنایا ہے۔

قرآن وسنت کے محکم دلائل کی روشنی میں، فقہائے کرام کی آراء کا تجزیہ کرتے ہوئے اور اسلامی تاریخ کے حوالوں کے ساتھ عصری اہمیت کے حامل اس موضوع کے مختلف پہلوؤں پر تحقیقی انداز میں مبسوط گفتگو کی گئی ہے۔ ایسی کتاب جوان شاءاللہ ہزاروں انسانوں کی سوچ اور فکر میں انقلاب کا ذریعہ بنے گی۔

صفحات:۱۱۶، قیمت عام ایڈیشن:-/۳۵ روپے۔ خاص ایڈیشن:-/۵۰ روپے

ملنے کے پتے: ۱-ادارہ تحقیق وتصنیف اسلامی، نبی نگر، پوسٹ بکس نمبر:۹۳، علی گڑھ-۲

۲-مرکزی مکتبۂ اسلامی پبلشرز، دعوت نگر، ابوالفضل انکلیو، نئی دہلی-۲۵